© rasailojaraid.com

ادارہ

حاصل مطالعہ

ارشادِ علیؓ | قرآن علماء کی پیاس کے لئے سامانِ سیرابی ہے اور فقہاء کی دلوں کے لئے فصل بہار وہ صلحاء کے لئے ایک جادہ مستقیم ہے۔ اور ارباب بحث و نظر کے لئے برہانِ قوی وہ طلبۂ علوم کے لئے علم کا انمول خزانہ ہے اور ماریانِ حکومت کے واسطے ایک محکم دستور اساسی وہ اصحاب روایت کے لئے حدیثِ جانفزا ہے۔ اور تشنگانِ تحقیق و جستجو کے لئے امید و رجاء کا سب سے بڑا سہارا۔ (نہج البلاغہ)

ماخوذ از وحی الٰہی۔ سعید احمد اکبر آبادی صہ ۱۸۸

نبوت و عقل | بلکہ نبوت پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ یہ اقرار کیا جائے کہ عقل سے بالاتر ایک مقام ہے جس میں آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے خاص خاص مدرکات کا ادراک کیا جاتا ہے۔ اور عقل ان مدرکات کے ادراک سے ایسی عاجز ہے جیسے کان رنگوں کے ادراک سے۔

المنقذ من الضلال امام غزالیؒ صہ ۳۱

میزانِ عقل | عقل اس ترازو کی طرح ہے جس میں صرف ہیرے جواہرات یا سونا چاندی تولا جا سکتا ہو۔ تو ایسی ترازو سے انہیں چیزوں کا وزن کرنا چاہو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

لیکن اگر اس (ہلکی اور چھوٹی سی) ترازو میں پہاڑوں کو تولنا چاہو تو یہ ناممکن اور محال ہے تو اسی طرح عقل سے صرف اسی کے دائرہ کی چیزیں معلوم ہو سکتی ہیں لیکن اگر کمزور ناتوان عقل سے خداوند ذوالجلال اس کی ذات و صفات اور عالم غیب ملکوت السمٰوات اور ملاء اعلیٰ کی چیزیں معلوم کرنا چاہو تو عقل ان چیزوں تک رسائی اور ادراک سے عاجز و قاصر رہے گی۔

مقدمہ ابن خلدون

پروازِ عقل | ہماری عقلوں کا حال تو یہ ہے کہ جب تک وہ خوردبین ایجاد نہیں ہوئی تھی جس سے پانی کے جراثیم دیکھے جاتے ہیں۔ اگر اس وقت کوئی ہم سے کہتا۔ کہ پانی کے ایک ایک قطرہ میں ہزاروں زندہ کیڑے ہوتے ہیں۔ تو ہم اس کو گپ سمجھتے۔ اس طرح اب سے سو دو سو سال پہلے اگر کوئی کہتا۔ کہ ایک ایسی غیر جاندار سواری بھی ہوتی ہے۔ جو سینکڑوں آدمیوں کو سوار کر کے پانچ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آسمانی فضا میں اڑتی ہے۔ تو سننے والے اس کو ہزار جھوٹ سمجھتے لیکن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آج یہ دونوں چیزیں واقعہ بن کر ہمارے سامنے آچکی ہیں۔

پس جن بیچاری عقلوں کا یہ حال ہے کہ چند دنوں بعد جو چیزیں اس دنیا میں سامنے آنے والی ہیں اس کو بھی وہ نہیں سمجھ سکتیں۔ ان غریب عقلوں کو انبیاء علیہم السلام کی باتوں کے لئے میزان اور معیار بنانا یقیناً حماقت ہے۔

دین و شریعت۔ مولانا محمد منظور نعمانی صد ۱۰۸

مقام عبرت | مقام عبرت ہے کہ ہماری مذہبی کتاب کی تحقیق و کاوش میں بھی اغیار نہایت کوشش و جانفشانی سے مصروف ہیں۔ جرمن۔ فرنچ۔ اٹالین اور انگلش مستشرقین نے "تاریخ قبل اسلام" پر محققانہ کتابیں لکھیں یونانی و رومانی تصنیفات سے جو عرب قبل اسلام کے حالات سے پُر ہیں۔ انتخاب و خلاصہ کیا۔ قرآن مجید نے جن اقوام و بلاد کا ذکر کیا ہے۔ ان کے کھنڈروں کا مشاہدہ کیا۔ ان کے کتبات کو حل کیا۔ اور ان سے عجیب و غریب نتائج مستنبط کئے۔ تاہم وہ مسلمان نہیں یہودی یا عیسائی ہیں۔ انہوں نے نہایت بیدردی سے قرآن کے فوائد کو پامال کیا ہے۔ بعض متعصب مستشرقین نے ان معلومات کو غلط طور سے قرآن کی مخالفت میں استعمال کیا ہے۔ اٹھارہویں صدی کے وسط میں پونڈ فارسٹر (FARSTER) نے عرب کا تاریخی جغرافیہ (HISTORICAL GEOGRAPHY OF ARAB) لکھا جس میں اس نے اپنی جہالت کے عجیب و غریب نمونے پیش کئے جن کو پڑھ کر کبھی ہنسی اور کبھی رونا آتا ہے۔ لیکن کیا کیجئے کہ ہماری غفلت سے وہ قرآن کی صداقت تاریخی کا معیار ہے بعض پادری قرآن کے تاریخی اغلاط کر پیش کرتے ہیں لیکن ان کو پیش کرتے وقت افسوس ہے کہ توراۃ جس کو وہ معیار صحت سمجھتے ہیں بھول جاتے ہیں۔

سید سلیمان ندوی تاریخ ارض القرآن صد ۱۲

خواب تھا | بہرحال آپ (حضرت شیخ الہندؒ) اخیر دم تک ملک اور قوم اور آزادی وطن کے لئے انگریزوں سے ٹکر لیتے رہے اور بالآخر ۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو ذکر اللہ کرتے ہوئے آپ اس عالم فانی سے رخصت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

بزم تھی، ساقی تھا، مے تھی اور پیمانہ تھا ۔۔۔ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

دہلی سے آپ کا جنازہ دیوبند لایا گیا راستے میں متعدد مقامات پر نماز جنازہ ہوئی۔ بالآخر آپ کو آپ کے شفیق استاد کے قدموں میں دارالعلوم دیوبند کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مفتی عزیز الرحمن۔ تذکرہ مشائخ دیوبند صد ۲۴۸

اقسام وطن | یاد آیا کہ میرے استاد محترم اور ربا در مکرم شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے ایک روز وطن پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہر شخص کے تین وطن ہیں۔ ایک جسمانی۔ دوسرا ایمانی اور تیسرا روحانی۔ وطن جسمانی وہ جگہ ہے جہاں وہ پیدا ہو۔ وطن ایمانی مومن کا مدینہ طیبہ ہے۔ جہاں سے اس کو نور ایمانی ملا۔ وطن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روحانی جنت ہے جہاں عالم ارواح میں اس کا اصلی مستقر تھا۔

مفتی محمد شفیعؒ نقوش و تاثرات ص۱

دیوبند | دیوبند کیا ہے ایک چھوٹا سا قصبہ ضلع سہارنپور کا جس کو نہ جغرافیائی اور عمرانی حیثیت سے کوئی خاص شہرت حاصل ہے۔ نہ تجارتی یا صنعتی اعتبار سے۔ ہاں اس خوش نصیب خطۂ زمین میں علوم اسلامیہ کا ایک عظیم الشان دارالعلوم ہے جو ہندوستان میں اسلامی حکومت کے سقوط کے بعد علوم اسلامیہ کو اپنی اصلی صورت میں باقی رکھنے کے لئے ایک گوشۂ خمول کی حیثیت میں قائم کیا گیا تھا۔ اللہ نے اس کو حسن قبول عطا فرمایا۔ اور مرکز علوم بنا دیا۔ اور اس سے پیدا ہونے والے رجال اللہ اس صدی کے مجدد ثابت ہوئے۔ اس طرح دیوبند اس دور انحطاط میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک پناہ گاہ بن گیا۔

مفتی محمد شفیع نقوش و تاثرات ص۱

آخرت عقلاً بھی ضروری ہے | ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا کی ہر چیز کے کچھ خواص اور آثار ہیں۔ مثلاً آگ کی خاصیت جلانا ہے، پانی کی خاصیت بجھانا اور صفائی کرنا ہے۔ اسی طرح ہر جڑی بوٹی میں بھی کچھ خاصیتیں ہیں۔ ایسے ہی انسان کی مادی اعمال کے بھی خواص اور آثار ہیں۔ جو لازماً ہو کے رہتے ہیں۔ مثلاً وہ کھانا کھاتا ہے۔ تو اس سے اس کی بھوک مرتی ہے۔ آسودگی آتی ہے۔ اسی طرح پانی پینے سے پیاس بجھتی ہے۔ اگر کوئی سخت چیز کھائی جائے تو اس سے پیٹ میں درد ہو جاتا ہے۔ بہت زیادہ کھا لیا جائے تو بدہضمی ہو جاتی ہے۔ زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے۔ دوا استعمال کرنے سے مرض جاتا رہتا ہے۔ کوئی ٹانک اور مقوی دوا کھانے سے طاقت اور توانائی آجاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ انسان کے اخلاقی اعمال خواہ وہ اچھے ہوں یا بُرے۔ اس کے مادی اعمال سے زیادہ اہم اور اعلیٰ ہیں۔ اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کے اخلاقی اعمال کا کوئی اثر کوئی نتیجہ اور کوئی خاصیت ہی نہ ہو۔

مولانا محمد منظور نعمانی۔ دین و شریعت ص۵۹

ایک گمراہ کن مغالطہ | بعض لوگ جن کی نظر میں سلف کی اتباع کی اتنی اہمیت نہیں ہے وہ کہا کرتے ہیں کہ اصل چیز بس قرآن و حدیث ہے اور دین میں ہم قرآن و حدیث کے سوا کسی چیز کو سند نہیں مانتے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فقرہ بہت حسین اور بہت چلتا ہوا ہے۔ اور فی نفسہ صحیح بھی ہے۔ لیکن یہ لوگ اس کو بہت غلط معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ گویا یہ "کلمۃ حق اُرید بہ الباطل" کے قبیل سے ہے۔ اور جو لوگ سلف صالحین کا اتباع نہیں چاہتے اور جن کو ان کے علم و فہم سے زیادہ اپنے علم و فہم پر اعتماد ہے وہ اپنی رائے اور اپنی سمجھ کا اتباع کرتے ہیں اور کتاب و سنت کا نام لے کر دوسروں کو بھی اسی کی اتباع کی دعوت دیتے ہیں بس ہمارے اور ان کے طرز فکر اور طرز عمل میں فرق یہ نہیں ہے کہ وہ دین میں اصل سند کتاب و سنت کو قرار دیتے ہیں اور ہم سلف صالحین کو۔ بلکہ یہ ہے کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہم کتاب و سنت کا منشا متعین کرنے کے بارے میں سلفِ صالحین کے فہم و فکر کو زیادہ قابلِ اعتماد سمجھتے ہیں، اور وہ اپنے خیالات اور اپنے فہم پر زیادہ بھروسہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ بھی بجائے سلف کے ان کی تقلید کریں۔

حوالہ بالا ص ۱۳۴

دلیل قاسمی کون شخص ہے جو یہ نہیں جانتا ہو کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم پردۂ عدم میں مستور تھے۔ اور عنقریب پھر ایسا ہی ایک زمانہ آنے والا ہے۔ کہ اسی پردۂ عدم میں جا چھپیں گے۔ ہمارا وجود دو عدموں میں اس طرح گھرا ہوا ہے جس طرح نورِ زمین شبِ گذشتہ اور شبِ آئندہ کی دو ظلمتوں میں محصور ہے۔ زمین پر نور کی یہ آمد و رفت بآوازِ بلند کہہ رہی ہے۔ کہ یہ نورِ زمین کا ذاتی نہیں ہے بلکہ مستعار ہے اور عطاءِ غیر ہے (کیونکہ) اگر یہ نور زمین کا ذاتی ہوتا تو کبھی زائل نہ ہوتا۔ پس اسی طرح موت و حیات کی کش مکش اور وجود کی آمد و رفت اس امر کی واضح دلیل ہے کہ کائنات کا وجود ذاتی نہیں ورنہ عدم اور زوال کو قبول نہ کرتا۔ بلکہ جس طرح زمین کی روشنی آفتاب کا فیض ہے۔ اس طرح ہمارا وجود بھی کسی ایسی ذات کا فیض اور عطیہ ہوگا۔ کہ جس کا وجود اصلی اور خانہ زاد ہو۔ اور وجود اس ذات کے لئے اس طرح لازم ہو جیسے آفتاب کے لئے نور اور آگ کے لئے حرارت اور چار (عدد) کے لئے زوجیت اور تین کے لئے فردیت لازم ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ آفتاب ہو اور نور نہ ہو اور آگ ہو اور حرارت نہ ہو۔ چار ہو اور زوجیت نہ ہو۔ تین ہو اور فردیت نہ ہو۔ اسی موجودِ اصلی کو اہلِ اسلام اللہ تعالیٰ خدا اور واجب الوجود کہتے ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

محققِ راستین اور مناظرِ قدرت اے آسمانو! مجھ کو خبر دو۔ اے دریاؤ مجھ کو بتاؤ اے زمین مجھ کو جواب دے اے بے انتہا ستارو تم بولو۔ کون سا ہاتھ ہے جس نے تم کو افق میں مقام رکھا ہے اور شبِ چار دہ (چودھویں رات) کس نے تیری تاریکی کو خوبصورت بنا دیا ہے۔ تو کس قدر پریشان ہے۔ کس قدر عظمت مآب ہے۔ تو خود بھی بتا رہی ہے کہ تیرا کون صانع ہے جس نے تجھ کو بغیر کسی زحمت کے بنایا ہے۔ اس نے تیری چھت کو قبہ ہائے نور سے مرصع کیا ہے جس طرح اس نے زمین پر خاک کا فرش بچھایا ہے اور گرد کو ابھارا ہے۔ اور مژدہ رسانِ سحر اور زہرۂ شگرف اور ہمیشہ رہنے والے ستارے اور آفتاب درخشاں سچ بتا تو کس کی ادا طاعت کے لئے محیط کے پردے سے باہر آتا ہے اور نہایت فیاضی کے ساتھ اپنی روشن شعاعیں عالم پر ڈالتا ہے۔ اے پر رعب سمندر اے وہ کہ غضبناک ہو کر زمین کو نگل جانا چاہتا ہے کس نے تجھ کو محبوس کر رکھا ہے جس طرح کہ شیر کٹہرہ میں قید کر دیا جاتا ہے۔ تو اس قید خانے سے بے فائدہ نکل جانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن تیری موجوں کا زور ایک حدِ معین سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکتا۔   بحوالہ منازل العرفان از مولانا محمد مالک کاندھلوی ص ۴۸۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

افراط و تفریطِ یورپ | یورپ نے بہت دنوں تک طلاق کا مذاق اڑایا۔ تعددِ ازدواج پر طعنہ زنی کی۔ اور مسلمانوں کے جہاد کو وحشت و بربریت کہا۔ مگر آخر کار اس کو خود طلاق کا قانون وضع کرنا پڑا۔ پھر یہ دیکھو کہ اسلام نے طلاق کو مشروع تو کیا لیکن غلطی یہ کی۔ کہ اس کا اختیار عورت کو دے دیا۔ گویا پہلے یہ لوگ تفریط میں مبتلا تھے اور اب افراط میں مبتلا ہوگئے۔ اس کا جو کچھ بھی نتیجہ ہوا آج ہر باخبر شخص اس سے ناواقف نہیں ہے۔ کہ طلاق کی کثرت نے کس طرح ان لوگوں کی معاشرتی زندگی ویران و تباہ کر رکھی ہے۔

وحی الٰہی از مولانا سعید احمد اکبر آبادی ص ۱۸۶

مکاتیب اور ان کی اہمیت | ہمارے ملک ہندوستان میں مکاتیب کے دو ایسے مجموعے پائے جاتے ہیں جن کی مثال ہندوستان سے باہر اور خود عربی زبان میں بھی ملنی مشکل ہے۔ یہ معارف و حقائق اور اسرار شریعت و طریقت کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ میری مراد مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے مکتوبات سہ صدی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات سے ہے۔ ان میں اگرچہ زیادہ تر تصوف اور معرفت و حقیقت کے علوم و نکات ہیں۔ مگر بعض اہم علمی مسائل پر بھی بعض خطوط میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ آخری دور میں سب سے زیادہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ان علمی مسائل کی طرف توجہ کی "کلمات طیبات" کے مجموعہ میں متعدد خطوط علمی مسائل اور فن حدیث سے متعلق ہیں۔

حضرت شاہ صاحب کے بہت سے علمی خطوط اس مجموعہ میں شامل نہیں۔ جو اپنے عزیز شاگردوں یا بعض ممتاز معاصرین کے کسی علمی سوال یا اشکال کے جواب میں لکھے گئے ہیں۔ اگر یہ سب مکاتیب جمع کر لئے جائیں تو ایک بڑی بیش قیمت اور مفید کتاب تیار ہو جائے۔

مولانا سید ابوالحسن ندوی مقدمہ مکتوبات علمیہ

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ | ابن تیمیہ کے نام سے تین شخص موصوف ہیں۔ ایک تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم دوسرے ان کے دادے ابوالبرکات مجدالدین تیسرے ان کے دادے کے چچا فخرالدین محمد بن ابی القاسم عام طور سے لوگ صرف نام سن کر ایک کے حالات دوسرے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس لئے اولاً تو جن کے کلام میں ان کا ذکر آوے۔ ان سے مطالبہ کیا جائے کہ یہ کون سے بزرگ ہیں۔ ثانیاً احوال کا مطالبہ کیا جائے ـــــ ان میں زیادہ مشہور اول الذکر ہیں۔ جو کثیر التصانیف ہیں۔ تقریباً تین سو تصانیف ان کی بتلائی جاتی ہیں۔ اصل مذہب حنبلی ہے۔ مگر اس قدر مستقل الرائے ہیں کہ اکثر جگہ تقلید چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے بارے میں سلف کے اقوال بھی مختلف ہیں۔ بعض لوگوں نے ان کی توصیف کی ہے اور بعض نے ان کو ناقابلِ اعتبار بتلایا ہے حتیٰ کہ تکفیر بھی کی ہے۔ ہمارے اکابر و مشائخ کا طرزِ عمل ان کے ساتھ یہ ہے کہ ان کو محققین سمجھتے ہیں۔ مگر جن مسائل میں انہوں نے سلف کا خیال کیا ہے ان کو ناقابلِ اعتماد سمجھتے ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مکتوبات علمیہ ص ۱۳۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یورپ کا تعصب اور علمی خیانت | اس میں شک نہیں کہ یورپ نے ہزار سال ہم سے درس لیا اور اتنے سال ان کے ہاں ابن رشد، ابن سینا محمد بن زکریا یا رازی کی کتابیں داخل نصاب ہیں لیکن فطری تعصب کی وجہ سے وہ ہمیشہ مسلمانوں کے اس احسان کو چھپاتے رہے بلکہ علمی خیانت کا ارتکاب ہے۔ ہماری ایجادات کو ان یورپی سائنس دانوں کی طرف منسوب کیا جنہوں نے سب سے پہلے ہماری ایجادات کا تذکرہ کیا۔ تشکیل انسانیت مصنفہ بریفالٹ صد ۲۰۲ خیانت کا یہ حال ہے کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں لفظ جیبر (جابر) کے تحت ایک ایسے مترجم کا نام دیا ہوا ہے جس نے مسلمان بانی علم الکیمیا جابر بن حیان کی کتاب الکیمیا کا لاطینی میں ترجمہ کیا اور اس کو اپنی تصنیف بنا لیا۔ یہی حرکت قسطنطین افریقی مسیحی نے ۱۰۶۰ء میں کی کہ ابن الجزار کی کتاب زاد المسافرین کا لاطینی ترجمہ کر کے اس کو اپنی تصنیف ظاہر کیا۔

علامہ شمس الحق افغانی سائنس اور اسلام[5]

کلام اور زبان | ایک ہندو جو اپنے گروہ میں عابد کہلاتا تھا میرے پاس مع ایک پنڈت کے آیا۔ اور یہ سوال کیا کہ آپ لوگ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام کہتے ہیں۔ حالاں کہ کلام بے زبان کے ہو نہیں سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے زبان ہے نہیں۔ پھر اس نے کلام کیسے کیا۔ میں نے جواب دیا۔ کہ ہم کو کلام کے لئے زبان کی ضرورت ہے۔ لیکن خود زبان کو کلام کرنے کے لئے زبان کی ضرورت نہیں۔ وہ خود اپنی ذات سے کلام کرتی ہے۔ اسی طرح ہم کان سے سنتے ہیں۔ لیکن خود کان اپنی ذات سے سنتا ہے۔ اس کو کسی اور آلہ کی ضرورت نہیں۔ تو جب زبان اس پر قادر ہے کہ بے زبان کلام کرے تو اگر اسی طرح اللہ تعالیٰ کو کلام کے لئے کسی آلہ کی ضرورت نہ ہو تو کیا تعجب ہے۔ صفتِ کلام خود اس کی ذات میں موجود ہے۔ کلام خود اس کی ذات سے بلا زبان صادر ہوتی ہے۔

وہ ہندو اس جواب سے بہت خوش اور متاثر ہوا اور اپنے ہمراہی سے کہا دیکھو اس کو علم کہتے ہیں۔

حکیم الامت حضرت شاہ اشرف علی تھانوی۔ مقالات حکمت صد ۱۸۱

ارادت آخرت | یعنی آدمی دنیا کو ہیچ سمجھ کر درجاتِ آخرت و سعادت ابدی کا خواہاں ہو۔ اور یہ اس کو اس قدر مرغوب و محبوب ہو جائے کہ اس کے لئے مجاہدہ و ریاضت اختیار کرے اور اپنی زندگی کو اس کی طلب میں وقف کر دے تاکہ قیامت کے دن مراد حاصل ہو۔ یہ ارادت زہاد و عباد کا حق ہے۔ اس کا نام رغبت و رہبت ہے۔ قرآن مجید نے خبر دی ہے کہ مِنكُم مَن يُرِيدُ الدُّنيَا وَمِنكُم مَن يُرِيدُ الآخِرَة تم میں سے جو دنیا کی نعمتیں چاہتے ہو اور تم میں سے جو عقبیٰ کے طالب ہیں۔ سبحان اللہ! ارادتِ آخرت کا کیا کہنا وہ کہیں افضل و بہتر ہے۔ دنیا کی ارادت کو اس سے کیا نسبت۔ آخرت باقی دنیائے دنی فانی۔ ان دونوں طلب سے یہ نتیجہ نکلا کہ طامعانِ ناعاقبت اندیش مریدانِ دنیا

[5] مضمون الحق بابت جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ ج ۴ شمارہ ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں۔ اور متقیان خیر طلب مریدانِ عقبیٰ ہیں۔

شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیریؒ مکتوبات صدی اردو ص ۸۶

دلکش نظارہ غیر دلچسپ پہلو اگر انسان کے ابناءِ جنس میں سے ایک بدبخت مخلوق سولی کے تختہ پر لٹکا دیا جائے تو یہ ان تمام نظاروں میں سے جن کے دیکھنے کا انسان شائق ہو سکتا ہے سب سے زیادہ دلکش نظارہ ہوتا ہے۔ اتنا دلکش نظارہ کہ گھنٹوں کھڑے رہ کر لٹکتی ہوئی نعش دیکھتا رہتا ہے۔ مگر اس کی سیری نہیں ہوتی لوگ درختوں پر چڑھ جاتے ہیں ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں صفیں چیر چیر کر نکل جانا چاہتے ہیں۔ کیوں؟
اس لئے کہ ہم اپنے جنس کو جان کنی میں تڑپتے اور پھر ہوا میں معلق جھولتے دیکھ لینے کی لذت حاصل کرلیں لیکن جس انسان کے پھانسی پانے سے انسانی نظارہ کا یہ سب سے زیادہ دلکش تماشا وجود میں آیا۔ خود اس پر کیا گزری اور کیوں وہ اس منحوس اور شرمناک موت کا مستحق ٹھہرا؟ سینکڑوں ہزاروں تماشائیوں میں سے ایک کا ذہن بھی اس غیر ضروری اور غیر دلچسپ پہلو کی طرف نہیں جاتا۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ۔ درس وفا ص ۲۵

دلدادۂ مغرب مگر افسوس کہ مسلمانوں میں اس فتنۂ ضالہ (مغربیت) کا سامنا کرنے میں کسی نے تو نہایت افراط سے کام لیا کہ ایمان ویقین اور اخلاق وصداقت کی ہر متاع مغربی تمدن کی رعنائیوں اور ظاہری آب وتاب پر قربان کردی۔ یہ ہمارے ہاں کا تجدد پسند اور مغرب زدہ طبقہ تھا۔ جو اگر سوچتا تو انہی کے دماغ سے بولتا تو انہی کی زبان سے لکھتا تو انہی کے قلم سے۔ اس طبقہ نے برصغیر کی غلامی کے بعد یورپ کے ہر لئے میں لے ملائی۔ مذہب اور اخلاق کا مذاق اڑانے میں یہ اپنے آقاؤں سے بھی آگے رہے۔ مغربی تقلید میں یہ لوگ مذہب کو فرد کا نجی معاملہ سمجھنے لگے۔ اخلاقی اور معاشرتی بندشوں کو مرد وعورت کے تفاوت اور عورت پر ظلم سے موسوم کیا۔ سیاست میں میکیاولی کو مقتدا بنایا گیا۔ فحاشی اور بے حیائی کے تمام مظاہر کو تفریح اور آرٹ وثقافت کی شکل دی گئی۔ دستور اور آئین کو مغربی جمہوریت اور سوشلزم کے سانچوں میں ڈھالا گیا۔ معاملات اور معاشیات کو خود غرضی جلب منفعت استحصال مساوات کے نام ظالمانہ غصب ونہب کے خراد پر چڑھایا گیا اور دوسری طرف اسلامی شعائر و اقدار عقائد اور تعلیمات کو سامانِ استہزا بنا کر ان پر کبھی لبرل ازم کی آری چلائی گئی اور کبھی تحقیق و ریسرچ کی تیغ اور کبھی استشراق کا تیشہ لے کر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہا۔

مولانا سمیع الحق۔ اسلام اور عصر حاضر ص ۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بقیہ : طب و صحت

معدے سے ہضم ہو کر آنتوں کی طرف چلا جاتا ہے۔ ہمارے مہربان اور خطا معاف کرنے والے خدا نے ہمیں رات کے کھانے کے دو اڑھائی گھنٹے کے بعد عشا کی طبی نماز غذا کے ہضم کرنے اور عمدہ صحت کے ساتھ مزے دار نیند کا لطف حاصل کرنے کے لئے تجویز فرمائی ہے۔ ہمیں اس مفت کے علاج سے اپنی صحت بنانی چاہیئے۔

بقیہ : احسان و تصوّف

حضرت جبریل علیہ السلام کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تم اللہ کی عبادت اس خشوع و خضوع کے ساتھ کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر تم اپنی آنکھوں سے اللہ کو نہیں دیکھ رہے تو وہ یقیناً تم کو دیکھ رہا ہے

(فوائد عثمانیہ صد ۵۲)

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ کے عالم یہ سمجھتے ہیں کہ علم دین اور چیز ہے اور علم تصوف اور فقیری علیحدہ چیز ہے۔ حالانکہ وہ علم دین پڑھتے ہیں اور اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ کہ سب فقہ کی کتابیں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی متابعت کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ اور فقہ کے احکام پر عمل کرنا ہی عین فقیری ہے۔ اور یہی تصوف کا کمال ہے۔ (فوائد عثمانیہ صد ۴۳)

کلاچی میں علم و عرفان کی بارش

۲۱۔ مولانا احمد دین صاحب شیرانی

۲۲۔ مولانا عبدالمجید صاحب لونی

۲۳۔ مولانا حافظ شبیر علی صاحب خطیب ٹانک مانجھوی

۲۴۔ مولانا محمد اعظم صاحب ناظم جمعیت علماء اسلام گمل مانجھوی

۲۵۔ مولانا تاج محمد صاحب خطیب گمل

۲۶۔ مولانا محمد صدیق صاحب سندور حال بانجی

۲۷۔ مولانا قطب الدین صاحب تحصیل کلاچی

۲۸۔ مولانا عبداللہ صاحب کلاچوی

۲۹۔ مولانا محمد خان صاحب پٹول۔

نوٹس ٹینڈر برائے ٹال ٹیکس

نوشہرہ پل برائے سال یکم جولائی ۱۹۸۰ء تا ۳۰ جون ۱۹۸۱ء

ا۔ مندرجہ بالا کام کے لئے جو بولی مورخہ ۳۱-۵-۸۰ کو وصول ہوئی تھی وہ کم ہونے کی وجہ سے منسوخ کر دی گئی ہے۔ لہٰذا مورخہ ۸-۶-۸۰ کو دوبارہ ٹینڈر مطلوب ہیں۔

ب۔ ٹینڈر مذکورہ کے لئے درخواستیں بمعہ کال ڈیپازٹ مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ مورخہ ۸-۶ کو پہنچ جانی چاہئیں۔ جو درخواستیں ۸-۶ کے بعد پہنچیں گی ان پر کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

ج۔ ٹینڈر مورخہ ۸-۶-۸۰ کو بوقت ۱۱ بجے صبح رو برو جملہ بولی دہندگان کھولے جائیں گے۔

د۔ بقیہ شرائط زیر دستخطی کے دفتر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

ایکسٹن نوشہرہ / خیرآباد برج ڈویژن نوشہرہ

INF (P) 1336

© rasailojaraid.com